Al-Āfāq, Vol.: 01, Issue: 02, Dec-2021
PP: 11-19

OPEN ACCESS
Al-Āfāq
ISSN (P): 2789-3820
ISSN (O): 2789-3839

فقہِ حنبلی کی تدوین وارتقاء: تاریخی جائزہ

Compilation and Evolution of Hanbali Jurisprudence: Historical Review

***Dr. Saeed Ahmad**
Assistant Professor, Department of Islamic Studies,
University of the Punjab, Lahore, Pakistan.
****Dr. Muhammad Ijaz**
Professor, Shiekh Zayed Islamic Centre,
University of the Punjab, Lahore, Pakistan.

ABSTRACT

Islamic Jurisprudence is an art in which such universalism is found that every moment of every Muslim's life is fully connected with it and without it, human life would be considered incomplete. There are many schools of thoughts regarding Islamic jurisprudence, in which four are much famous and known by every Muslim. Some of them gained the most fame in some countries among these four schools of thoughts. In the following lines, out of these four schools of jurisprudence, the jurisprudence of Hanbali and its pioneer Imam Ahmad Bin Hanbal (may Allah have mercy on him) is being quoted. It is also narrated in this article that how was Hanbali jurisprudence compiled and what were the reasons that led to the beginning of Hanbali Jurisprudence. The famous students and disciples of Imam Ahmad Bin Hanbal and their brief introduction are also presented in this article.

Keywords: *Imam Ahmad Bin Hanbal, Islamic Jurisprudence, School of Thoughts, Fiqh Hanbali.*

تعارف:

اسلام کا نظامِ قانون بنیادی طور پر جن پاکیزہ عناصر سے مرکب ہے، وہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ ہیں، جو اسلامی شریعت کے مرکزی مصادر و مآخذ ہیں۔ دنیائے قانون و فقہ میں اسلامی نظامِ قانون، عدل و انصاف، توازن و اعتدال، افراط و تفریط سے پاک اور جامعیت وافادیت جیسی امتیازی صفات سے متصف ہے۔ اس کی وسعت و گہرائی، سہولت پسندی، حیرت انگیز لچک اور انسانی فطرت سے ہم آہنگی تمام حقیقت پسندوں کے یہاں مسلّم ہے۔ جس کا دائرہ عمل، پیدائش سے لے کر میراث تک اور عقائد سے لے کر معاملات و سیاسیات وغیرہ تک محیط ہے۔" فقہ" اسلامی تعلیمات کا نچوڑ ہونے کے ساتھ ساتھ شریعت کے عمومی مزاج کا ترجمان اور فرزندانِ

CC BY

اسلام کے لئے ان کی فکری و تخلیقی صلاحیتوں کو مہمیز دینے کے لئے مشعلِ راہ بھی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ علوم اسلامیہ میں جو اہمیت وافادیت علم فقہ کو حاصل ہے، وہ آفتاب نیم روز کی طرح روشن اور عیاں ہے۔ "فقہ" ہی ایسا فن ہے جس کے اندر ایسی عالمگیریت وہمہ جہتی پائی جاتی ہے کہ ہر مسلمان کی زندگی کا ایک ایک لمحہ اس سے پوری طرح مربوط و منظّم ہے اور اس کے بغیر انسانی زندگی ادھوری و نامکمل سمجھی جائے گی۔ المختصر یہ کہ "فقہ" قرآن وحدیث سے تیار شدہ وہ سواری ہے جس کے ذریعے حیاتِ انسانی مکمل زادِ راہ کے ساتھ اپنی منزل مقصود تک بآسانی وبحفاظت پہنچ سکتی ہے۔

عہد نبوی ﷺ میں باقاعدہ طور پہ علمِ فقہ کی تدوین کا کام سرانجام نہیں دیا گیا، کیونکہ اس وقت نت نئے جنم لینے والے مسائل کی تفہیم کے لئے خود شارع علیہ السلام کی ذاتِ اقدس موجود تھی۔ عہد رسالت مآب ﷺ کے بعد جب اسلام کی حدود بڑھ گئیں، قیصر وکسریٰ کی حکومتیں اسلام کے زیر نگیں ہوگئیں تو اسلام کو نئے تمدن، نئی تہذیب اور نئی معاشرتوں سے سابقہ پڑا۔ وسائل اور مسائل کی نئی نئی اقسام پیدا ہوگئیں، تب تابعین کرام علیہم الرحمۃ کے آخر عہد میں علمائے حق کی ایک جماعت نے کتاب وسنت کو سامنے رکھ کر اس کے مقرر کردہ قوانین و حدود کے مطابق ایک ایسا ضابطہ حیات مرتب کرنا چاہا جو ہر حال میں مفید، ہر طرح مکمل اور ہر جگہ قابل عمل ہو۔ اس مقصد کے حصول کے لئے بہت سے مکاتبِ فقہ وجود میں آئے، جن میں سے چار کو شہرتِ دوام نصیب ہوئی۔ ذہن نشین رہے کہ ان تمام مکاتبِ فقہ کا مآخذ و منبع فقط قرآن وسنت تھے، یہی وجہ ہے کہ ملتِ اسلامیہ کے ہر دور میں ان کو قبولیت بھی نصیب ہوتی رہی۔ ذیل کی سطور میں ان چار فقہی مکاتب میں سے فقہ حنبلی اور اس کے سرخیل امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے خامہ فرسائی کی جارہی ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ

امام ابو عبداللہ، احمد بن محمد بن حنبل بن ہلال بن اِسد بن ادریس الذھلی[1] الشیبانی[2] المروزی[3] مذاہب اہل سنت میں سے چوتھے مذہب کے بانی ہیں۔ آپ ۱۶۴ھ[4] (بمطابق ۷۸۰ء) میں بغداد میں متولد ہوئے اور وہیں ۲۴۱ھ میں وفات پائی۔[5] آپ کی والدہ جب مرو سے (جہاں آپ کے والد مقیم تھے) بغداد آئیں تو آپ شکم مادر میں تھے۔ آپ عربی النسل ہیں۔ والد اور والدہ دونوں کی طرف سے شیبانی ہیں۔ بنو شیبان عدنانی قبیلہ کا نام ہے۔ یہ قبیلہ جس طرح اسلام میں نامور ثابت ہوا، اسی طرح قبل از اسلام بھی معزز و ممتاز تھا۔ آپ کے دادا حنبل بن ہلال امویوں کے دور میں سرخس کے والی رہے۔ پھر جب عباسی دعوت اُبھری تو انھوں نے اِس کی امداد واعانت کی اور انقلابِ حکومت چاہنے والے لوگوں میں شامل ہوگئے، چنانچہ دوسرے لوگوں کے ساتھ انھیں بھی تکالیف ومصائب کا سامنا کرنا پڑا۔[6]

امام احمد بن حنبل بچپن ہی میں والد کی شفقت[7] اور ماں کی مامتا سے محروم ہوگئے۔ والد کے انتقال کے وقت وہ بالکل بچے تھے۔ امام احمد بن حنبل رفعتِ نسب، یتیمی، فقر وفلاکت، قناعت، تقویٰ اور ذہن رسا رکھنے میں اپنے اُستاد امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مشابہ تھے۔ امام احمد بن حنبل کی نشو و نما بغداد میں ہوئی اور یہیں انھوں نے تربیت کے مدارج طے کیے۔ اُس وقت بغداد معارف وفنون کا مرکز تھا۔ وہاں قاری، محدث، صوفیہ، علماء، ماہرین لغت، حکماء وفلاسفہ الغرض ہر طبقہ اور ہر حلقہ اپنے مسلک کے تنوّع، مشرب کے اختلاف اور

علوم کی رنگارنگی کے باوجود موجود تھا۔ سب سے پہلے آپ نے قرآن کریم حفظ کیا۔ اس سعادت کے باعث اُن میں امانت اور تقویٰ کا جوہر پیدا ہو گیا اور یہ چیز بچپن سے لے کر جوانی اور پھر بڑھاپے تک تمام تر رعنائیوں کے ساتھ موجود اور قائم رہی۔ یہی وجہ تھی کہ جو نقطۂ نظر آپ نے قائم کر لیا، اُس پر چٹان کی طرح ڈٹ گئے اور اس سلسلہ میں آنے والی ہر آزمائش کا مردانہ وار مقابلہ کیا۔

حفظِ قرآن کریم اور علم لغت کی تحصیل کے بعد آپ تحریر و کتابت کے فن کی طرف متوجہ ہوئے۔ پندرہ برس کی عمر میں آپ نے بغداد ہی میں حصولِ علمِ حدیث کا آغاز کیا اور سات برس تک وہاں کے محدثین سے اکتساب فیض کرتے رہے۔ اس کے ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمۃ اللہ علیہم کے فتاویٰ اور فیصلے یاد کرتے رہے۔ ۱۸۶ھ میں طلب حدیث کے سلسلہ میں دوسرے مراکز کی طرف سفر کا آغاز کیا۔ سب سے پہلے بصرہ گئے، پھر حجاز، یمن اور کوفہ کی طرف سفر کیے۔ ۱۸۷ھ میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے پہلی ملاقات ہوئی۔ ان سے علم فقہ حاصل کیا اور صاحبِ مذہب مجتہد مستقل کے درجہ پر فائز ہوئے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے بغداد سے روانہ ہوتے وقت اپنے اس تلمیذ رشید کے بارے میں فرمایا:

"خرَجتُ مِنْ بغداد وَمَا خَلَّفْتُ بها أحداً اورعَ ولا أتقي ولا أفقه من أحمد بن حنبل"[8]

"میں نے بغداد اس حال میں چھوڑا کہ وہاں میری عدم موجودگی میں احمد بن حنبل سے بڑھ کر کوئی صاحب ورع و تقویٰ اور فقیہ نہیں تھا۔"

ربیع کہتے ہیں کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیں فرمایا:

"أحمد امام في ثمانِ خصالٍ امامٌ في الحديث، امام في الفقه، امام في اللغة، امام في القرآن، امام في الفقر، امام في الزهد، امام في الورع، امام في السنة"[9]

"احمد آٹھ خصائل یعنی حدیث، فقہ، لغت، قرآن، فقر، زہد، ورع اور سنت میں درجۂ امامت پر فائز ہیں۔"

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اتباعِ سنت میں مشہور تھے۔ وہ سنن الہدیٰ اور سنن العادت میں فرق نہیں کرتے تھے بلکہ ہر وہ کام کرنے کی کوشش کرتے تھے جس کی نسبت رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہو جاتی اور ایسے کام سے گریز کرتے تھے جسے رسول اللہ ﷺ نے نہ کیا ہوتا۔

کیا امام احمد بن حنبلؒ فقیہ تھے؟

اس بات پر تمام علماء کا اتفاق ہے کہ آپ محدث تھے لیکن آپ کے فقیہ ہونے کے بارے میں کچھ علماء کو تردّد ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ابن ندیم نے الفہرست میں آپ کا ذکر فقہاء کی بجائے امام بخاری، امام مسلم اور دیگر محدثین کے ساتھ کیا ہے۔ اسی طرح ابن عبدالبر نے "الانتقاء في فضائل الائمة الفقهاء" میں، طبری نے "اختلاف الفقهاء" میں اور ابن قتیبہ نے "كتاب المعارف" میں امام احمد بن حنبل اور اُن کے مذہب کا کوئی تذکرہ نہیں کیا لیکن جمہور علماء نے کسی بھی دور میں ان علماء کی رائے سے اتفاق نہیں کیا۔ فقہِ حنبلی کے آغاز سے لے کر آج تک اس کا شمار اہل سنت کے چار فقہی مذاہب میں ہوتا ہے۔ محدث کے ساتھ ساتھ انھیں ایک مجتہد کی

حیثیت سے جانا جاتا ہے وہ ایک مستقل اسلوب اور اندازِ فکر کے حامل ہیں۔ بہت سے مسائل میں انھوں نے مذاہب ثلاثہ کی آراء سے اختلاف بھی کیا ہے اور ایک منفرد رائے اختیار کی ہے۔

امام ابوزہرہ کہتے ہیں کہ اگر ہم آپ سے منقول اقوال اور فتاویٰ پر ناقدانہ نظر ڈالیں تو معلوم ہوگا کہ آپ ایسے فقیہ تھے جن پر حدیث کا اثر زیادہ تھا لیکن اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ آپ کو فقیہ نہ تسلیم کیا جائے۔

آپ کے فقیہ کی بجائے محدث مشہور ہونے کی کئی وجوہ ہیں:

۱۔آپ فتویٰ پر روایتِ حدیث کو ترجیح دیتے تھے۔

۲۔آپ اپنے فتاویٰ کی کتابت سے منع کرتے تھے کیونکہ وہ حدیث کی کتابت کے علاوہ کسی دوسری چیز کی کتابت کو درست نہ سمجھتے تھے، اس ڈر سے کہ کہیں لوگ حدیث کو چھوڑ کر اُن کے فتاوی کو نہ اپنالیں یہ آپ کی فقہی حیات کے آغاز کی بات ہے۔ بعد میں آپ نے خود بھی اپنے فتاوی کو تحریر کیا اور یہی فتاوی پھر منقول ہوئے لیکن یہ فتاوی زیادہ تر آثار سے قریب اور ان کی حکمت سے متعلق ہیں۔

۳۔آپ کے سامنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمۃ اللہ علیہم کے اختلافی اقوال تھے جن کی وجہ سے ایک مسئلہ میں مختلف آراء سامنے آئیں۔آپ اپنے آپ کو اس مقام پر نہیں سمجھتے تھے کہ اُن کے اقوال کے درمیان ترجیح دیں۔

۴۔علماء نے ''مسند'' کی آپ کی طرف نسبت کو تو درست تسلیم کیا ہے جبکہ بعض مسائلِ فقہیہ کو آپ کی طرف منسوب کرنے میں تردّد سے کام لیا ہے، اگرچہ یہ تردّد درجۂ سند کو نہیں پہنچتا۔[10]

امام احمد بن حنبل حدیث، سنت اور فقہ کے امام تھے۔آپ کے بارے میں ابراہیم الحربی کہتے ہیں:

''رأيت أحمد كأن الله قد جمع له علمَ الأولين والآخرين''[11]

''میں نے امام احمد کو دیکھا تو محسوس ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اوّلین وآخرین کے علوم ان میں جمع کر دیے ہیں۔''

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو مامون، معتصم اور واثق کے زمانۂ خلافت میں فتنۂ خلق قرآن کے سلسلہ میں قید و بند کی صعوبتوں کا سامنا کرناپڑاآپ نے انبیا علیہم السلام کی سنت ادا کرتے ہوئے کمال استقامت اور صبر کا مظاہرہ کیا۔

علی بن مدینی کہتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے دو شخصیات کے ذریعے اس دین کو عزت دی ہے ان کے مقابلے میں کوئی تیسرا نہیں ہے:

۱۔ابو بکر صدیق... فتنۂ ارتداد کے زمانہ میں

۲۔احمد بن حنبل، فتنۂ خلق قرآن کے زمانہ میں[12]

سفیان بن وکیع کہتے ہیں:

''احمد ہمارے درمیان حق و باطل کا معیار ہیں جو۔احمد کا عیب بیان کرے وہ ہمارے نزدیک فاسق ہے۔''[13]

محمد بن اسحاق بن ابراہیم الحنظلی کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کو کہتے ہوئے سنا:

"احمد بن حنبل زمین پر اللہ اور اُس کے بندوں کے درمیان حجت ہیں۔"[14]

قتیبہ بن سعید کہتے ہیں:

"اگر امام سفیان ثوری نہ ہوتے تو ورع و تقویٰ مٹ جاتا اور اگر امام احمد نہ ہوتے تو لوگ دین میں نئے نئے فتنے پیدا کر لیتے۔"[15]

مذہبِ حنبلی کی تدوین

امام احمد بن حنبل اپنی آراء کو ضبط تحریر میں نہ لائے جس طرح کہ امام شافعی نے اپنی فقہ کو تحریر کر لیا تھا بلکہ امام احمد بن حنبل اپنی آراء کی کتابت سے روکتے تھے۔ اگر آپ اس طرف توجہ دیتے تو آپ کی کافی ساری کتب موجود ہوتیں۔ آپ نے "مسند" تصنیف کی، جس میں چالیس ہزار سے زیادہ احادیث ہیں۔ اس کے بارے میں آپ اپنے بیٹے عبد اللہ سے فرمایا کرتے تھے:

"اس "مسند" کو یاد کرلو، آنے والے وقت میں یہ لوگوں کی امام ہوگی۔"[16]

حنبل کہتے ہیں کہ امام احمد بن حنبل نے مجھے، صالح اور عبد اللہ کو اکٹھا کیا اور ہمیں "مسند" پڑھ کر سنائی جسے ہمارے سوا کسی اور نے نہ سُنا اور فرمایا:

"یہ کتاب جسے میں نے سات لاکھ پچاس ہزار احادیث میں سے تنقیح و تہذیب کے بعد جمع کیا۔ رسول اللہ ﷺ کی جس حدیث کے بارے میں مسلمانوں کو اختلاف ہو تو اس "مسند" کی طرف رجوع کریں۔ اگر اس میں مل جائے تو درست ورنہ وہ حدیث قابل حجت نہ ہوگی۔"[17]

مسند کے علاوہ "التفسير"، "الناسخ والمنسوخ"، "التاريخ"، "حديث شعبة"، "المقدم والمؤخر في القرآن"، "جوابات القرآن" اور "المناسک" بھی آپ کی طرف منسوب ہیں۔[18]

امام احمد بن محمد بن حنبل کے چند مشہور تلامذہ

فقہِ حنبلی کی نقل و تدوین امام احمد بن حنبل کے تلامذہ کے ذریعے ہوئی۔ ان میں سے چند اہم تلامذہ کے نام مندرجہ ذیل ہیں:

صالح بن احمد بن حنبل (م ۲۶۶ھ)

یہ امام احمد کے سب سے بڑے بیٹے تھے۔ انھوں نے فقہ و حدیث کا علم اپنے والد سے اور اُن کے معاصرین سے حاصل کیا۔ انھوں نے فقہِ حنبلی کی ترویج اپنے خطوط کے ذریعے کی۔ لوگ ان سے خط لکھ کر سوال پوچھتے اور یہ اپنے والد ماجد کی رائے کے مطابق جواب لکھ بھیجتے۔ یہ عہدہ قضاء پر بھی فرائض سرانجام دیتے رہے۔[19]

عبد اللہ بن احمد بن حنبل (۲۱۳-۲۹۰ھ)

انھوں نے اپنے والد کی فقہ کی روایت کی بجائے اُن سے حدیث روایت کی۔[20]

الأثرم، ابو بکر، احمد بن محمد بن ہانی الخراسانی البغدادی (م ۲۷۳ھ)

انھوں نے امام احمد سے فقہی مسائل اور کثرت سے احادیث مبارکہ روایت کیں۔ انھوں نے مذہب احمد اور حدیث سے اُس کے شواہد پر ایک کتاب "السنن في الفقه" لکھی۔ یہ حفاظ فقہاء میں سے ایک بہت بڑے عالم تھے۔[21]

عبدالملک بن عبدالحمید بن مہران المیمونی (م ۲۷۴ھ)

یہ تقریباً بائیس سال امام احمد کے ہمراہ رہے۔ یہ امام احمد کے منع کرنے کے باوجود اُن کے فقہی مسائل لکھ لیا کرتے تھے۔ فقہِ حنبلی کی نقل و روایت میں ان کا بڑا مقام ہے۔ ابو بکر الخلال ان کی اس خدمت پر رشک کرتے تھے۔[22]

ابو بکر احمد بن محمد الحجاج، المروزی (م ۲۷۴ھ)

یہ امام احمد کے خاص الخاص اور انتہائی قریبی تلامذہ میں سے ایک تھے۔ انھوں نے امام احمد سے کثیر مسائل نقل کیے اور پھر انھی سے ابو بکر الخلال نے نقل کیے۔ یہ حدیث و فقہ میں درجۂ امامت پر فائز تھے۔ یہ کثیر التصانیف تھے۔ انھوں نے شواہد الحدیث کے حوالے سے "کتاب السنن" لکھی۔ جب صرف "ابو بکر" ذکر کیا جائے تو حنابلہ اس سے مراد "ابو بکر المروزی" ہی لیتے ہیں۔[23]

حرب بن اسماعیل الحنظلی الکرمانی (م ۲۸۰ھ)

یہ زیادہ عرصہ تو امام احمد کے ساتھ نہ رہ سکے مگر اس کے باوجود کثیر فقہی مسائل اخذ کیے۔[24]

ابراہیم بن اسحاق الحربی، ابو اسحاق (م ۲۸۵ھ)

انھیں فقہ کی بجائے حدیث میں تبحر حاصل تھا۔ یہ علم لغت کے بھی ماہر تھے۔[25]

احمد بن محمد بن ہارون، ابو بکر الخلال (م ۳۱۱ھ)

امام احمد بن حنبل کے تلامذہ کے بعد ابو بکر الخلال آئے، جنھوں نے امام احمد بن حنبل کے تقریباً سو شاگردوں سے امام احمد کی منقول فقہ کو یکجا کر دیا، یہاں تک کہ انھیں "جامع الفقه الحنبلي" کہا جانے لگا۔ یہ ابو بکر مروزی کی وفات تک ان کے ساتھ رہے۔[26] ان کے بعد کئی لوگ آئے جنھوں نے فقہِ حنبلی پر کتب لکھیں اور اپنے امام کے اقوال کو جمع کیا اور ان کی شرح کی۔[27]

جن شخصیتوں نے ابو الخلال کے جمع کردہ فقہی ذخیرہ کی تلخیص کی، اُن میں دو مشہور نام قابل ذکر ہیں:

۱۔ ابو القاسم عمر بن الحسین الخرقی البغدادی (م ۳۳۴ھ)

یہ دمشق میں مدفون ہوئے۔ ان کی مذہبِ حنبلی پر متعدد کتب ہیں۔ ان میں سے "المختصر" زیادہ مشہور ہے، جس کی ابن قدامہ نے اپنی کتاب "المغني" میں شرح کی اور اس کی تین سو سے زیادہ شروح ہیں۔

۲۔ ابو بکر عبدالعزیز بن جعفر، المعروف بغلام الخلال (م ۳۶۳ھ)

یہ خرقی کے ساتھی تھے اور خلال کے اقوال کی سب سے زیادہ پیروی کرنے والے تھے۔ اسی وجہ سے یہ "غلام الخلال" کے نام سے معروف ہوئے۔[28]

مذہبِ حنبلی کی اشاعت و ترویج

اہلِ سنت کے مذاہب میں سے حنبلی مذہب سب سے کم پھیلا۔ اس مذہب کا رواج ابتداء میں بغداد میں ہوا۔ اس کے بعد چوتھی صدی ہجری میں عراق کے بیرونی علاقے میں اور سب کے بعد یہ مذہب چھٹی صدی ہجری میں مصر میں پھیلا۔

اس مذہب کی نشاۃ ثانیہ اور تجدید امام ابن تیمیہ اور اُن کے شاگرد امام ابن قیم وغیرہ کے ذریعے ہوئی۔ اس کے بعد بارہویں صدی ہجری بمطابق اٹھارویں صدی عیسوی میں شیخ محمد بن عبدالوہاب نے اپنی اصلاحی تحریک کے سلسلے میں اس مذہب کی تجدید اور اشاعت میں نمایاں حصہ لیا، چنانچہ جدید مذہبِ حنبلی وہابیوں کی پشت پناہی میں خوب پھیلا خصوصاً جلالۃ الملک عبدالعزیز السعود کے عہد حکومت میں اس مذہب کو بہت فروغ حاصل ہوا۔ آج کل مملکت عربیہ سعودیہ کا یہی مذہب ہے اور جزیرۃ العرب کے دیگر علاقوں میں بھی اس مذہب کے پیروکار پائے جاتے ہیں اور فلسطین، شام اور عراق وغیرہ میں بھی[29] یہ مسلک اپنی شدت اور مصلحت عامہ (اور نت نئی بدلنے والی حالتوں اور ضرورتوں) کا لحاظ نہ رکھنے کے باعث حجاز سے باہر مسلم دنیا کے کسی حصے میں رائج نہ ہو سکا۔[30]

نتائج بحث

علم کو زندہ رکھنے اور نسلِ نو تک پہنچانے کے لیے دو چیزیں درکار ہوتی ہیں، ایک تقریر اور دوسری تحریر۔ تقریر کو مرورِ وقت طاقِ نسیاں میں ڈال دیتا ہے اور اس سے مستفید ہونے والے بھی معدودِ چند ہوتے ہیں جن کے حفظ واتقان کا بھی کوئی بھروسہ نہیں ہوتا جبکہ تحریر علم کو وہ زندگی عطا کرتی ہے جو، الاماشاء اللہ، زمانے کی تخریب اور خرد برد سے محفوظ ہوتی ہے اور رہتی دنیا تک فیض رسانی کا باعث بنتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی تالیف کردہ "المسند" جو متعدد علوم وفنون کی جامع ہے، آج بھی صدیاں گزرنے کے باوجود اپنی افادیت میں محتاج بیان نہیں ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ معاشرے میں ایسے رجال کار بن کر ابھرے کہ جن کی مساعئ جمیلہ کی بدولت فقہ حنبلی کو عروج نصیب ہوا اور ان کی پیش کی ہوئی تحقیقات سے افرادِ معاشرہ آج بھی مستفید ہو رہے ہیں۔

سفارشات و تجاویز

فقہ حنبلی کی تاریخ وتدوین کے حوالے سے چند سفارشات پیشِ خدمت ہیں:

1۔ اسلاف کی طرح حصولِ علم کے لیے سعئ بلیغ کی جائے اور اس کے لیے کوئی دقیقہ بھی فروگذاشت نہ کیا جائے۔ اسی طرح شخصیت پرستی کے چنگل میں پھنسے لوگوں کو یہ باور کروانے کی کوشش کی جائے کہ مذاہب اربعہ میں شخصی نہیں، علمی اختلاف پایا جاتا ہے جو کہ باعثِ اجر وثواب ہے نہ کہ باعثِ نزع ونزار۔

2۔مذاہبِ اربعہ کے ائمہ کی طرح ان کے متبعین میں بھی اتنی فراخ دلی اور وسعتِ نظری ہونی چاہیے کہ ایک دوسرے کے نظریات کو فراخ دلی سے قبول کر سکیں۔

3۔حالات وواقعات کے اعتبار سے جس فقہ میں بھی لوگوں کی آسانی کا پہلو نکلتا ہو،اس کو اپنانے کے بارے میں کوئی جامع حکمتِ عملی بنائی جائے اور پھر اس پہ عملدرآمد کرنے کے لئے پس وپیش سے کام نہ لیا جائے ۔

4۔حالاتِ حاضرہ کے بے شمار فقہی مسائل ایسے ہیں جن کا شرعی حل یا تو موجود نہیں یا موجود تو ہے لیکن قابلِ تعریف نہیں،اس ضمن میں بھرپور اور جامع کام کرنے کی ضرورت ہے۔

5۔یونیورسٹیز میں ایم اے،ایم فل اور پی ایچ ڈی کی سطح پر ایسے مقالہ جات کے عنوانات ترتیب دیے جائیں،جو مذاہبِ اربعہ کی وسعت اور حقیقی خدوخال کی عکاسی کر سکیں۔

حوالہ جات

@ 2021 by the author, this article is an open access article distributed Under the terms and conditions of the Creative Commons Attribution (CC-BY) (http://creativecommons.org/licenses/by/4.0/)

مصادر ومراجع

1 خطیب بغدادي،حافظ ابو بکر احمد بن علی،تاریخ بغداد، مطبوعہ مصر،(۱۹۳۱ء)،۵/۱۸۰۔

2 زیدان،عبدالکریم،المدخل لدراسة الشریعة الِاسلامیة،بیروت،مؤسسة الرسالة،ط-۸،(۱۴۰۵ھ/۱۹۸۵ء)،ص۱۷۰۔

3 خضری بک،محمد،الشیخ:تاریخ التشریع الاسلامی،بیروت،دارالکتب العلمیہ(س ن)،ص۱۷۴۔

4 تاریخ بغداد:۵/۱۸۱۔

5 ایضاً۵/۱۸۷۔

6 ایضاً۵/۱۸۱۔

7 تاریخ بغداد کے مطابق آپ کے والد کا وصال تیس سال کی عمر میں امام احمد کی ولادت کے فوراً بعد ہوا(تاریخ بغداد، ۵/۱۸۱)

8 مرعی بن یوسف الحنبلی المقدسی،کتاب تنویر بصائر المقلدین فی مناقب الائمۃ المجتھدین،بیروت:دار ابن حزم(۱۹۹۸ء)،ص۱۸۳۔

9 ایضاً ص۱۸۴۔

10 ابوزھرہ، تاریخ المذاھب الاسلامیة،بیروت،دارالفکر العربی(س ن)،ص۵۲۳،۵۲۴۔

11 الدکتور وھبۃ الزحیلی، الفقہ الاسلامی و أدلتہ، دمشق، دار الفکر، (۱۴۱۸ھ/۱۹۹۷ء)، ۱/۵۳۔

12 تاریخ بغداد، ۵/۱۸۴۔

13 ایضاً ۵/۱۸۶۔

14 ایضاً ۵/۱۸۳۔

15 کتاب تنویر بصائر المقلدین فی مناقب الأئمۃ المجتھدین، ص ۱۸۵۔

16 الذھبی (م ۷۴۸ھ)، سیر أعلام النبلاء، بیروت، دار الفکر، ط-۱، (۱۴۱۷ھ/۱۹۹۷ء)، ۹/۵۲۹۔

17 محوّلہ بالا۔

18 محوّلہ بالا۔

19 تاریخ المذاھب الاسلامیۃ، ص ۵۳۸۔

20 الفقہ الاسلامی و أدلتہ، ۱/۵۴۔

21 تاریخ المذاھب الاسلامیۃ، ص ۵۳۸۔

22 (i) تاریخ المذاھب الاسلامیۃ، ص ۵۳۸۔ (ii) الفقہ الاسلامی و أدلتہ، ۱/۵۴۔

23 (i) تاریخ التشریع الاسلامی، ص ۱۷۴ (ii) تاریخ المذاھب الاسلامیۃ، ص ۵۳۸۔

24 تاریخ المذاھب الاسلامیۃ، ص ۵۳۸۔

25 الفقہ الاسلامی و أدلتہ، ج ۱، ص ۵۵۔

26 سیر اعلام النبلاء، ۹/۵۳۰۔

27 المدخل لدراسۃ الشریعۃ الإسلامیۃ، ص ۱۷۲۔

28 الفقہ الاسلامی و أدلتہ، ۱/۵۵۔

29 صبحی محمصانی، الدکتور: فلسفۃ التشریع فی الاسلام، دار العلم للملایین (۱۹۶۱ء)، ص ۶۸۔

30 پنجاب یونیورسٹی، اردو دائرہ معارف اسلامیہ، مقالہ فقہ، لاہور، ج ۱۵، ط-۱، (۱۹۷۵ء)، ۱۵/۴۱۳۔